کتاب غنیۃ الطالبین کا ایک خطی نسخہ

توفیق احمد چشتی قادری امروہوی

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کی مشہور زمانہ تصنیف غنیۃ الطالبین بزبانِ عربی میں ہے اس کے تراجم اردو اور عربی میں متعدد بار دنیا میں طبع ہو کر منظر عام آچکے ہیں۔ غنیۃ الطالبین کے بارے میں علمی حلقے میں بڑی بحثیں سامنے آئی ہیں بعض محققین نے اس کتاب کو حضرت سیدنا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تصنیف تسلیم نہیں کیا ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے یہ محققین اپنی بحثوں میں یہ بات نہیں تبلاتے کہ سب سے پہلے کون شخص ہے اور معتبر محقق ہے جس نے یہ راستہ کھولا ہے جب ہی تو ان چودھویں صدی ہجری کے محققین کی یہ بات تسلیم کی جاتی، برعکس اس کے ایسے محقق صرف بنا کسی دلیلِ معتبر کے صرف طوطے کی طرح رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ غنیۃ الطالبین سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں ہے کم سے کم ایسے محقق زمانہ قریبِ سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے افراد کے اسماء پیش فرماتے کہ انھوں نے یہ شہادت دی ہے۔ ادھر ان منکرین کتاب غنیۃ الطالبین کی شخصیت پر شرعی اعتبار سے بحث بھی فرمادیتے۔ ۱۹۶۰ء میں دنیا کے مشہور و معروف محقق جناب محمود احمد عباسی امروہوی نے کراچی پاکستان سے رسواء زمانہ کتاب "خلافت معاویہ و یزید" شائع کی جس کے جواب میں امروہہ کے مشہور و معروف سید نہال احمد نقوی ریٹائرڈ جج

حیدرآباد نے ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء میں "ناصبیان ملک عضوض تاریخ معاویہ ویزید" نامی کتاب شائع کرکے ثواب دیا۔ اس کتاب میں غنیۃ الطالبین پر بھی بحث چھیڑ دی اور اس محقق نے بھی کوئی معقول بحث نہیں کی اور جملہ لکھ دیا کہ:

"ہم یہاں بخوف اطالت نہیں چھیڑنا چاہتے اور صرف چند الفاظ ہی میں اپنا خیال ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ غنیۃ الطالبین خواہ کسی شخص کی بھی تصنیف ہو ہم بہ حیثیت ایک حنفی مسلمان ہونے کے مصنف غنیۃ سے علانیہ بیزاری کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں"۔ (ناصبیان ملک عضوض ص۶۷)

اس کے بعد اپنی جان چھڑانے کی کوشش ناکام فرمائی ہے اور پھر فرماتے ہیں:

"سب سے اول ہم غنیۃ الطالبین کے اس اندراج کی بحث میں یہ ظاہر کردینا چاہتے ہیں کہ اس کتاب کے نام کو کچھ بھی اہمیت حاصل ہوئی ہے وہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخنا سید عبدالقادر الجیلانی رح کے نام نامی سے منسوب ہوجانے کے باعث ہے ہمیشہ اس باب میں کلام ہوتا چلا آیا ہے کہ مصنف غنیہ عبدالقادر جیلانی ہے۔ کوئی شخص بعض مصنفین نے اس کی صراحت کی ہے کہ غنیۃ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف تو ہے مگر یہ شخص حضرت غوث پاک کا ہم نام و ہم وطن تھا اور ایام سے بوجہ ہمنامی و ہم وطنی یہ کتاب غلط طور پر حضرت غوث پاک کی طرف منسوب ہوگئی ہے"۔ (ص۶۷)

سید نہال احمد نقوی ایم اے ایل ایل بی علیگ ڈسٹرکٹ جج پینشنر نے اس بحث میں یہ دعوی فرمایا ہے کہ کتاب غنیۃ الطالبین پر ہمیشہ سے اس باب میں کلام ہوتا چلا آیا ہے کہ مصنف غنیۃ الطالبین عبدالقادر جیلانی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ عبدالقادر جیلانی دوسرا شخص ہے مگر یہ غوث پاک والے عبدالقادر نہیں ہے۔ ایسے محقق یہ بھی نہیں بتلاتے کہ وہ عبدالقادر جن کی یہ تصنیف ہے، اور غوث پاک بھی نہیں تھے کس زمانے میں ہوئے تھے کم ازکم ان کے زمانہ پیدائش و وفات کا تعین تو ہوتا مگر یہ سب تحقیقی نکات ایسے محقق اپنے پیٹ میں رکھ کر دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ دنیا کو شبہ میں ڈال جاتے ہیں۔

علامہ سید نہال احمد نقوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ شاہ مراد صاحب مارہروی مصنف سیرت غوث الاعظم کے مقالات سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ مراد صاحب بھی غنیۃ الطالبین کو غوث پاک کی تسلیم نہیں کرتے تھے مگر حوالے دیتے وقت بھی کسی قدیم مورخ کا نام از خود سامنے نہیں لاتے ادھر اُدھر کے حوالے دیئے چلے جاتے ہیں مگر کوئی ٹھوس ثبوت نہیں دیتے اسماء الرجال پر اس کو پرکھنے کی کوشش نہیں فرماتے اور نہ ہی تاریخ کے اس اصول پر قائم ہیں جو مورخین نے دیا ہے یعنی روایت کو درایت کے اصول پر پرکھنے کا۔

پھر یہی بزرگ یعنی سید نہال احمد امروہوی صاحب مرحوم اپنی اسی کتاب کے ص۶۹ پر رسالہ "مولوی" دہلی بابت ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ سے ایک اقتباس نقل فرماتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مضبوط بناتے ہیں:۔

"کہا جاتا ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث پاک کی تصنیف ہے مگر بعض اکابر واقفان اسرار نے اسے حضور کی تصنیف قرار دینے میں تامل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ صرف نام کی یکرنگی و یکسانی نے اس کتاب کو حضور اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے ورنہ یہ ایک اور شخص عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ہے اور جہاں تک ہمارا خیال پہنچ سکا ہے اور ہماری نظر کام کر سکی ہے وہاں تک تو ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ یہ تصنیف حضرت غوث اعظم کی نہیں ہے۔ دقیقہ سنج اور باریک بیں اصحاب اسلوب بیان اور طرز عبارت ہی سے بیک نظر اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں غیر مقلدین نے اس کتاب کو بہت اہمیت دی ہے ہم نے غور کیا تو ہمیں بھی یہ شک گزرا اور ہمارا شبہ اس سے اور بھی قوی ہو گیا کہ فتح الغیب اور اس کتاب کی عبارت میں بعد المشرقین نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غنیۃ الطالبین کو غوث الاعظم کا ہاتھ بھی نہیں لگا۔ جنھوں نے اس کتاب کو حضور کے نام منسوب کیا ہے ہمارے نزدیک انھوں نے غلطی کی ہے اور یہ ان کی تحقیق و کاوش کی کوتاہی کا نتیجہ ہے"۔

رسالہ مولوی دہلی کی عبارت نقل فرمانے کے بعد سید نہال احمد مرحوم و مغفور امروہوی اپنے رائے کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

"غنیۃ الطالبین یا تو قطعًا جناب غوث پاک تصنیف ہی نہیں ہے اور یا اس میں تصرفِ غیر اس قدر ہوا ہے کہ اسے بالکل مسخ کر دیا گیا ہے" (ناصبیان ملک عضوض ص۴)

سید نہال احمد نقوی مرحوم و مغفور امروہوی کی بحث پڑھی مگر کہیں ٹھوس بات نظر نہیں آتی۔ رسالہ مولوی دہلی کا علمی حلقے میں کیا مقام تھا۔ اس کی ہم کو خبر نہیں مگر جہاں تک رسالہ مولوی دہلی کے ایڈیٹر نے بحث کی ہے بالکل ہی تحقیق سے ہٹ کر کی ہے مدیر رسالہ مولوی دہلوی سب سے پہلے یہ ثبوت دیتے کہ عبدالقادر جیلانی کی یہ تصنیف ہے ان کا زمانہ یہ ہے اور جن عبدالقادر جیلانی کو غوث الاعظم کہتے ہیں ان کا زمانہ پیدائش و وفات یہ ہے اور جن واقفان اسرار نے کتاب غنیۃ الطالبین کا انکار کیا ہے ان کے اسماء گرامی بھی سامنے لاتے مگر ایسا نہیں کیا اور نہ ہی ماہرین اسلوب کے اسماء گرامی کا پتہ دیا جب تک کوئی ٹھوس ثبوت یا گواہی نہیں مل جاتی اس وقت تک ایسی تحریر دل پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

رسالہ مولوی دہلی کے ایڈیٹر اور ان کے ہم نوا محققین جنھوں نے بنا کسی دلیل اور تحقیق کے یہ لکھ دیا ہے کہ یہ غنیۃ الطالبین سیدنا حضور شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف نہیں ہے بڑی غلطی کی ہے۔ ایسی تحقیق پتھروں پر دے مارنے کے قابل ہے۔

ہندوستان کے نامور محقق و لائق محدث اعظم واقفِ اسرار جن کی تحقیق کا ڈنکا دنیا کے ہر علمی گھر میں بج رہا ہے وہ ہیں حضرت شیخ عبدالقادر محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ المتوفی ۱۰۵۲ھ جنھوں نے اس کتاب غنیۃ الطالبین کو حضور سیدنا سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ہی تصنیف تسلیم کرتے ہوئے اس کی شرح لکھی ہے جس کا ذکر پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب "حیات شیخ عبدالحق" میں ہے۔

اس کے بعد دوسرے واقف اسرار جناب مولانا عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی المتوفی ۱۰۶۷ھ فقہ حنفی کے نامور عالم دین تھے انھوں نے بھی اس کو سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تصنیف تسلیم کرتے ہوئے اس کی فارسی شرح لکھی ہے!

دارا شکوہ بن شاہ جہاں نے بھی اس کتاب کو سیدنا غوث پاک کی ہی تصنیف تسلیم کیا ہے اگر میں اسی طرح واقفان اسرار کے اسماء گرامی لکھتا رہوں تو ایک طویل فہرست مرتب ہو جائے گی۔

لولی حیدر آباد

البتہ بعض محققین کا کایہ فرمانا کہ غنیۃ الطالبین میں تصرف غیر ہوگیا ہے کسی حد تک تسلیم یا سکتا تھا مگر اب اس کا توڑ اس خطی نسخہ مکتوبہ ۶۸۵ھ کی روشنی میں ہوسکتا ہے اس نسخہ خطی سے مطبوعہ نسخوں کی تصحیح بھی ممکن ہوگی۔

اللہ رب العزت کا احسان عظیم و بالاکرم حضور سیدنا غوث صمدانی محی الدین سید عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ کا اعجاز وکرامت ملاحظہ فرمائیں کہ یہ نسخہ خطی گوشہ گمنامی میں صدیوں تک خاموش رہا اور قدرت اس کی حفاظت کرتی رہی اس صدی ہجری کی قسمت دیکھئے اچانک پردہ اخفا سے سامنے آجاتا ہے وہ بھی توفیق احمد قادری چشتی امروہوی کو ملتا ہے مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے اور کیوں نہ ہو بندہ احقران کا ادنیٰ غلام ہے یہ نسخہ بخط نسخ ۱۹ سطری صفحات ۴۵۸ ہیں لمبائی ۸ انچ ۴ سوت چوڑائی ۶ انچ ہے اس کے کاتب فتح اللہ قادری ابن بری ہیں مکتوبہ شوال المکرم ۶۸۵ھ یوم اربع ، (بدھ) نسخہ کا ورق ۲ غائب ہے اسی طرح ورق ۲۱۷ سے ۲۳۱ ورق تک غائب ہے ۔ باقی تمام نسخہ مکمل ہے ۔ سمرقندی کاغذ خاکی رنگ ہے ۔

اس نسخہ کے ہر ورق کے بائیں طرف "قادری الحسینی الحسنی" تحریر ہے جس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نسخہ حضور غوث پاک کے کسی پڑپوتے کے پاس رہا ہے ۔ اس نسخہ کے کاتب بذات خود بھی سلسلہ قادریہ سے منسلک رہے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو القاب اعلیٰ روحانی مثل شیخنا و قطب ربانی ، غوث صمدانی محی الدین سے نوازتے ہیں کیا یہ القاب اس عبدالقادر جیلانی کے لیے ہیں جو غوث الاعظم نہیں ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین اس کے نام منسوب بتلاتے ہیں لقب "محی الدین" کی بحث حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نفحات الانس سے ملاحظہ فرمائیں ۔

بعض محققین نے کتاب غنیۃ الطالبین کا نام الغنیۃ لطالب طریق الحق تحریر کیا ہے اگر مخطوطہ کا دوسرا ورق موجود ہوتا تو اس نام کی بھی تصدیق ہوجاتی مگر بدقسمتی دیکھیے کہ مخطوطہ کا دوسرا ورق غائب ہے البتہ اس کے آخر میں کاتب شیخ فتح اللہ ابن بری نے صرف "الغنیۃ" ہی پر اکتفا کیا ہے ۔

مولانا شمس صدیقی بریلوی فاضل مشرقیات سابق صدر شعبہ فارسی دارالعلوم منظر اسلام

بریلی نے "الغنیۃ الطالب طریق الحق" نام تحریر کیا ہے

سیدنا شیخنا غوث صمدانی محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الحسینی جیلانی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۴۷۱ھ مطابق ۱۰۷۸ء میں ہوئی۔ وفات ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۶ء ہے اس حساب سے غوث الوری کے وصال سے ۱۲۴ سال بعد کا یہ نسخہ ہے کاتب نسخہ خود بھی سلسلہ قادریہ سے منسلک ہیں ۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ نے مقدمہ ابن خلدون میں تحریر کیا ہے کہ ایک صدی میں نسل انسانی کی تین کڑیاں ہوتی ہیں لیکن قدرتِ الٰہی کی بناء پر ایک صدی میں چار کڑیاں ہوئی ہیں اس حساب سے کاتب نسخہ خطی غنیۃ الطالبین تیسری یا چوتھی کڑی تسلیم کیے جا سکتے ہیں یقین ہے کہ شیخ فتح اللہ بن شیخ بری نے غوث پاک کے کسی پر پوتے کو اپنی نظروں سے ضرور دیکھا ہے اس حساب سے سیدنا حضرت غوث الوریٰ کے کسی پر پوتے نے اس خطی نسخہ غنیۃ الطالبین کو دیکھا ہے

ہمارا یہ نسخہ خطی غنیۃ الطالبین مکتوبہ شوال یوم بدھ ۶۸۵ھ مطابق ۱۲۸۶ء پوری دنیا میں شاید منفرد حیثیت کا حامل ثابت ہو جائے۔ حضور سیدنا غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کے سچے شیدائی اس نسخہ کی دریافت سے جتنی بھی خوشیاں منائیں کم ہیں اب اس نسخہ خطی کی روشنی میں تمام مطبوعہ نسخوں کی تصحیح بھی ہو جائے گی اور مخالفین کے منہ پر قفل بھی لگ جائیں گے کہ آئندہ ایسی مسلّم بزرگ ہستی کی اس تصنیف بے بہا پر لب کشائی کرنے کی ہمت نہ کریں گے ۔

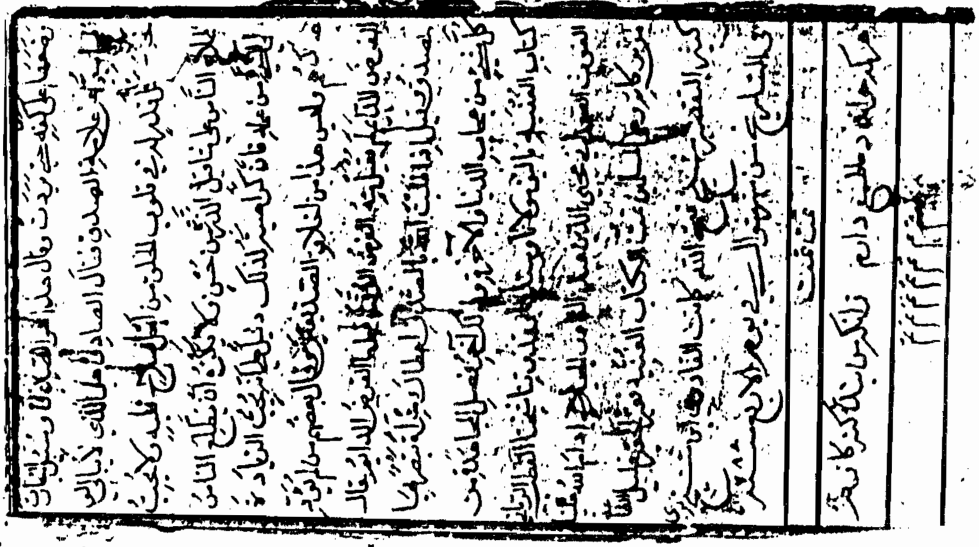

بقیہ حضرت شاہ ولی اللہ کی سوانح نگاری

اللہ سے یہ دعا ہے کہ اس "حادثہ" میں مخالفین اسلام پر ہی مصیبت پڑے اور "مٹھی بھر" مسلمان جو ان بلاد میں غرباء کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں محفوظ و مامون رہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ جو کچھ قضا و قدر میں ہے چار و ناچار ضرور ظہور میں آئے گا اس جماعت کو خوشخبری ہو جو تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے اپنے مقال سے بھی اور اپنے حال سے بھی۔ ایسی جماعت کو خوشخبری ہو کہ اس کے شیوہ تسلیم و رضا اختیار کرنے کے بعد جب کبھی "ہوائے قدس" چلے گی اس کی حافظ و ناصر ہوگی۔

"البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ ہے جس نے قرآن اتارا اور وہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔ والسلام"[1]

---

[1] شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، ص ۱۱۸، ۱۱۹، از خلیق احمد نظامی۔ مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور۔